فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ سِنِينَ مُحْتَسِبًا كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ .

''جس نے اجر وثواب کے لیے سات سال اذان کہی، اس کے لیے جنت سے برأت لکھ دی جائے گی۔''

(سنن التّرمذي : 206، سنن ابن ماجه : 727)

جواب: سند باطل ہے۔ جابر بن یزید جعفی ''متروک وکذاب'' ہے۔

۞ امام عقیلی رحمہ اللہ نے اس سند کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(الضّعفاء الكبير : 118/2)

۞ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العِلَل المُتناهية :398/1)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف احادیث میں ذکر کیا ہے۔

(خلاصة الأحكام :277/1)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَذَّنَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِينِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ سِتُّونَ حَسَنَةً، وَلِكُلِّ إِقَامَةٍ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً .

''جس نے بارہ سال اذان کہی، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی، اس کے لیے ہر روز ایک اذان کے بدلے ساٹھ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور ہر اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔''

(سنن ابن ماجه : 728، التاريخ الكبير للبخاري : 306/8)

جواب: سند ضعیف و منکر ہے۔

① عبداللہ بن صالح مصری جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

② ابن جریج کی تدلیس ہے۔

③ ابن جریج کا استاذ مبہم و نامعلوم ہے، اس سند کو ابن جریج عن نافع کے طریق سے بیان کرنا خطا ہے، درست یہ ہے کہ ابن جریج عمن حدثہ عن نافع۔ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(التاريخ الكبير للبخاري : 306/8)

جس سند میں ابن جریج کی متابعت ہوئی ہے، وہ بھی ضعیف ہے، اس میں عبداللہ بن لہیعہ ''ضعیف و مدلس'' ہے۔

❀ امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مُنكَرٌ جدًّا .

''یہ حدیث سخت ''منکر'' ہے۔''

(عِلَل الحديث : 273/2)

۞ حافظ ابن القیسرانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(معرفة التّذكرة : 737)

۞ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العِلَل المُتناهية :399/1)

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو عبداللہ بن صالح مصری کی منکر روایات میں شمار کیا ہے۔

(ميزان الاعتدال : 445/2)

۞ حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(مِصباح الزُّجاجة :92/1)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(التّلخيص الحبير :515/1)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

۞ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُحْشَرُ الْمُؤَذِّنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى نُوقٍ مِّنْ نُوقِ الْجَنَّةِ، يَقْدُمُهُمْ بِلالٌ، رَافِعِي أَصْوَاتِهِمْ بِالْأَذَانِ، يَنْظُرُ إِلَيْهِمُ الْجَمْعُ، فَيُقَالُ :

مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَيُقَالُ : مُؤَذِّنُو أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، يَخَافُ النَّاسُ وَلَا يَخَافُونَ، وَيَحْزَنُ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُونَ .

''روز قیامت مؤذنین جنت کی اونٹنیوں پر سوار ہو کر (میدان حشر کی طرف) آئیں گے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ان کے آگے آگے ہوں گے، سب مؤذن اذانیں کہہ رہے ہوں گے، لوگ ان کی طرف دیکھ رہے ہوں گے، پوچھیں گے: یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہیں بتایا جائے گا: یہ اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مؤذنین ہیں، لوگوں کو (حساب و کتاب کا) خوف اور غم ہوگا، مگر انہیں نہ خوف ہوگا اور نہ غم۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 28/15، تاریخ دمشق لابن عساکر : 461/10)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① موسیٰ بن ابراہیم ابوعمران مروزی ''متروک وکذاب'' ہے۔

② داود بن زبرقان ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

③ محمد بن جحادہ کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ زَعَمَ أَنَّهٗ سَمِعَ مِنْ أَنَسٍ فَقَدْ وَهِمَ .

''جس نے یہ کہا کہ محمد بن جحادہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے، تو یہ اس کا وہم ہے۔''

(الثّقات : 404/7)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العِلَل المُتناهية :391/1)

سوال: بغیر وضو اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: اذان کے لیے وضو شرط نہیں، بغیر وضو اذان کہی جا سکتی ہے، بہتر یہ ہے کہ باوضو ہو کر اذان کہی جائے۔ جب قرآن کریم کی زبانی تلاوت بغیر وضو کے کی جا سکتی ہے، تو اذان بالاولیٰ کہی جا سکتی ہے۔

❁ قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يُؤَذِّنَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوءٍ .

''آپ رحمہ اللہ بغیر وضو اذان کہنے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :210/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوءٍ .

''بغیر وضو اذان کہنے میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :210/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يُؤَذِّنَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوءٍ .

''آپ رحمہ اللہ بغیر وضو اذان کہنے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :210/1، وسندهٗ حسنٌ)

جن روایات میں مؤذن کے لیے باوضو ہونے کی بات کی گئی ہے، وہ تمام روایات

ضعیف وغیر ثابت ہیں، ملاحظہ ہوں؛

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُؤَذِّنُ إِلَّا مُتَوَضِّيءٌ .

''صرف باوضو شخص ہی اذان کہے۔''

(سنن التّرمذي : 200، 201)

سند ضعیف ہے۔ یہ مرفوع وموقوف دونوں طرح ضعیف ہے۔

① زہری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

② زہری رحمہ اللہ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

جس روایت میں زہری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا واسطہ ہے، وہ خطا ہے، درست واسطہ کے بغیر ہے، امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہی فرمایا ہے۔

(السّنن الکبریٰ، تحت الحدیث : 1858)

③ معاویہ بن یحییٰ صدفی ''ضعیف'' ہے۔

❀ جس روایت میں معاویہ کی متابعت ہوئی ہے، وہ بھی ضعیف ہے۔

① عبداللہ بن وہب مصری مدلس ہیں، سماع کی صراحت نہیں کی۔

② یونس بن یزید ایلی جب زہری کے نسخہ سے روایت کرے، تو معتبر ہے، ورنہ اس کی زہری سے روایت پر کلام ہے۔ یہ روایت بھی زہری سے ہے، مگر نسخہ سے نہیں۔

اس روایت کو ولید بن مسلم نے مرفوع بیان کیا ہے اور یونس بن یزید نے موقوف بیان کیا ہے، اس روایت کا موقوف ہونا ہی راجح ہے، جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(سنن التّرمذي، تحت الحدیث :201)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(خلاصة الأحكام : 794)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ مَرْفُوعًا وَمَوْقُوفًا .

''یہ حدیث مرفوع وموقوف دونوں طرح ضعیف ہے۔''

(بلوغ المرام، تحت الحديث : 198)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! إِنَّ الْأَذَانَ مُتَّصِلٌ بِالصَّلَاةِ، فَلَا يُؤَذِّنُ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ .

''ابن عباس! اذان نماز سے متصل ہوتی ہے، لہذا آپ میں سے جو بھی اذان کہے، وہ باوضو ہو۔''

(النّفح الشّذي لابن سيد النّاس : 4/77)

سند سخت ضعیف ہے۔

① ابوعبداللہ محمد بن حسین طبرکی کی توثیق نہیں ملی۔

② عبداللہ بن ہارون فروی ''ضعیف ومنکر الحدیث'' ہے۔

یہ روایت اسی سند سے موقوف بھی مروی ہے۔

❁ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حَقٌّ وَّسُنَّةٌ مَسْنُونَةٌ أَنْ لَّا يُؤَذِّنَ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ .

''حق اور سنت مؤکدہ ہے کہ اذان باوضو حالت میں کہی جائے۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 1859)

باطل روایت ہے۔

① عمیر بن عمران حنفی ''باطل'' روایات بیان کرتا تھا۔

② حارث بن عیینہ ''مجہول'' ہے۔

③ عبدالجبار بن وائل کا اپنے والد وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے بالاتفاق سماع نہیں۔

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لم يُدْرِكْهُ بِاتِّفَاقِهِمْ .

''محدثین کا اتفاق ہے کہ عبدالجبار نے اپنے والد کا (سن تمیز والا) زمانہ نہیں پایا۔''

(خلاصة الأحكام :422/1)

❁ السنن الکبری للبیہقی (۱۸۴۰) میں عمیر بن عمران کی متابعت صدقہ بن عبید اللہ مزنی نے کی ہے، مگر وہ سند جھوٹی ہے۔

① عبداللہ بن محمد بن سنان بصری ''وضاع'' ہے۔

② سلمہ بن سنان ضبی ''منکر الحدیث'' ہے۔

❁ سیدنا مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا عَلٰى طُهْرٍ .

''میں بغیر وضو اللہ کا ذکر کرنا پسند نہیں کرتا۔''

(سنن أبي داوٗد : 17، سنن النّسائي : 38، سنن ابن ماجه : 350)

سند ضعیف ہے۔

① حسن بصری کا عنعنہ ہے۔

② حصین بن منذر کا مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہو سکا۔

❀ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَرِهَ أَنْ يُؤَذِّنَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوءٍ .

''آپ رحمہ اللہ ناپسند کرتے تھے کہ مؤذن بغیر وضو اذان کہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :210/1، وسندهٗ حسنٌ)

(سوال): کیا بچہ اذان کہہ سکتا ہے؟

(جواب): بچہ اذان کہہ سکتا ہے، جب ممیّز بچہ امام بن سکتا ہے، تو اذان بالاولیٰ کہہ سکتا ہے۔

بچے کی اذان کی ممانعت میں وارد حدیث ضعیف ہے، ملاحظہ ہو۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يُؤَذِّنْ لَكُمْ غُلَامٌ حَتّٰى يَحْتَلِمَ، وَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ .

''نابالغ اذان نہ کہے، اچھے لوگ اذان کہیں۔''

(نصب الرّاية للزّيلعي :279/1)

سند ضعیف ہے۔

① ابراہیم بن ابی یحییٰ ''ضعیف'' ہے۔

② داود بن حصین کی عکرمہ سے روایت ''منکر'' ہوتی ہے۔

(سوال): کیا داڑھی مونڈا اذان کہہ سکتا ہے؟

(جواب): اذان شرعی امانت ہے، کسی اعلانیہ فاسق کو امانت نہ سونپی جائے۔ داڑھی منڈوانا بالاجماع فسق ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَسْبُ الْمُؤْمِنِ مِنَ الشَّقَاءِ وَالْخَيْبَةِ أَنْ يَسْمَعَ الْمُؤَذِّنَ يُثَوِّبُ بِالصَّلَاةِ فَلَا يُجِيبَهُ .

''مؤمن کی بدبختی اور نامرادی کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ مؤذن کو نماز کے لیے اذان دیتا سنے، مگر نماز کے لیے نہ آئے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 396)

(جواب): سند جھوٹی ہے۔

① زبان بن فائد مصری ''ضعیف ومنکر الحدیث'' ہے۔

② سہل بن معاذ بن انس جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

③ زبان نے سہل سے جھوٹا نسخہ روایت کیا ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَنْفَرِدُ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ بِنُسْخَةٍ كَأَنَّهَا مَوْضُوعَةٌ .

''اس نے سہل بن معاذ سے ایک نسخہ نقل کیا ہے، جو من گھڑت معلوم ہوتا ہے۔''

(كتاب المَجروحين :313/1)

④ رشدین بن سعد ضعیف ہے۔

⑤ محمد بن ابی السری عسقلانی متکلم فیہ ہے۔

(سوال): اذان کسے کہتے ہیں؟

(جواب): اذان کا لغوی معنی اعلام (کسی کو اطلاع دینا) ہے۔ یہ ''اَذَن'' سے مشتق ہے، جس کے معنی ''غور سے سننا'' کے ہیں۔

شرعی معنی:

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

شَرْعًا الْإِعْلَامُ بِوَقْتِ الصَّلَاةِ بِأَلْفَاظٍ مَخْصُوصَةٍ .

''شرعی اصطلاح میں مخصوص الفاظ کے ساتھ نماز کے وقت کی اطلاع دینے کو اذان کہتے ہیں۔''

(فتح الباري : 77/2)

اذان اسلام کا شعار ہے۔غلبہ اسلام کی پکار ہے۔اپنے اندر کئی عقائد کے مسائل کو سموئے ہوئے ہے۔یہ پاکیزہ اور پُر تاثیر کلمات کا مجموعہ ہے۔اذان اللہ کی زمین پر اس کی توحید کی پنجگانہ پکار ہے۔اس کے کلمات دلوں کو مو لیتے ہیں۔ایمان میں بہار آ جاتی ہے۔عجیب سماں بندھ جاتا ہے۔زمین وآسمان جھوم جاتے ہیں۔فضائے آسمانی میں عجیب سے کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔یہ اللہ کی طرف سے اس کے بندوں کیلئے پیغام ہے۔اس میں کئی حکمتیں پنہاں ہیں۔اذان سے شیطان بھاگتا ہے۔

سوال: ترجیع والی اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب: اذان میں ترجیع سنت ہے۔احناف اسے درست نہیں سمجھتے۔

✿ صاحب ہدایہ (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

لَا تَرْجِيْحَ فِيهِ، وَهُوَ أَنْ يَّرْجِعَ فَيَرْفَعَ صَوْتَهٗ بِالشَّهَادَتَيْنِ بَعْدَ مَا خَفَضَ بِهِمَا .

''اذان میں ترجیع نہیں ہے، ترجیع، شہادتین کو ایک دفعہ قدرے پست آواز کے ساتھ ادا کر کے پھر بلند آواز سے ادا کرنے کو کہتے ہیں۔''

(الهداية :85/1)

❁ سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو سکھائی گئی اذان جو صحیح مسلم (۳۹۷) وغیرہ میں ثابت ہے، کے بارے میں موصوف لکھتے ہیں:

كَانَ مَا رَوَاهُ تَعْلِيمًا فَظَنَّهُ تَرْجِيعًا .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو تعلیم کی غرض سے الفاظ دہرائے تھے، مگر انہوں نے ترجیع سمجھ لی۔''

(الهداية :85/1)

❁ حدیث ابی محذورہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ حُجَّةٌ بَيِّنَةٌ وَّدَلَالَةٌ وَّاضِحَةٌ لِّمَذْهَبِ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَجُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ أَنَّ التَّرْجِيعَ فِي الْأَذَانِ ثَابِتٌ مَّشْرُوعٌ .

''اس حدیث میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور علما کے مذہب پر بین اور واضح دلیل موجود ہے کہ دوہری اذان ثابت اور مشروع ہے۔''

(شرح مسلم :81/1)

❁ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ : (ثُمَّ قَالَ لِي ارْجِعْ فَمُدَّ صَوْتَكَ) هٰذَا صَرِيحٌ فِي أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهٗ بِالتَّرْجِيعِ فَسَقَطَ مَا تُوُهِّمَ أَنَّهٗ كَرَّرَهٗ لَهٗ تَعْلِيمًا فَظَنَّهٗ تَرْجِيعًا فِي أَذَانٍ بِّلَالٍ يَّعْرِفُهٗ مَنْ لَّهٗ مَعْرِفَةٌ بِّهَذَا الْعِلْمِ بِلَا رَيْبٍ فَالْوَجْهُ الْقَوْلُ بِجَوَازِ الْوَجْهَيْنِ .

''سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا کہنا: ''پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الفاظ دہرایئے اور آواز کچھ بلند کیجئے۔'' صراحت کر رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترجیع کا حکم دیا تھا۔علم حدیث کی معرفت رکھنے والے جانتے ہیں کہ ائمہ احناف کا یہ خیال کہ سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کے لئے سکھائے گئے الفاظ کو ترجیع سمجھ لیا تھا، درست نہیں۔ راجح قول کے مطابق دونوں صورتیں جائز ہیں۔''

(حاشية السّندهي على سنن ابن ماجه :242/1)

❁ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

لَا شَكَّ أَنَّ الْأَذَانَ بِمَكَّةَ كَانَ بِالتَّرْجِيعِ حَتّٰى تَسَلْسَلَ إِلٰى زَمَانِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَاخْتَارَهٗ لِهٰذَا، فَلَا يُمْكِنُ إِنْكَارُهٗ، وَلَا يُسْتَحْسَنُ تَأْوِيلُهٗ، كَيْفَ، وَقَدْ كَانَ يُنَادٰى بِهٖ عَلٰى رُؤُوسِ الْمَنَائِرِ وَالْمَنَابِرِ، فَلَا خِلَافَ فِيهِ عِنْدَ التَّحْقِيقِ إِلَّا فِي الْأَفْضَلِيَّةِ .

''اس میں شک نہیں کہ مکہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے دور تک اذان ترجیع کے ساتھ ہی جاری رہی۔امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی ترجیع والی اذان اسی لیے اختیار کی۔اس کا نہ انکار ممکن ہے، اور نہ اس کی تاویل درست ہے، کیونکہ اذان تو منبر و مینار پر دی جاتی ہے۔تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ترجیع والی اذان میں صرف افضلیت وعدم افضلیت کا اختلاف ہے۔''

(فيض الباري : 204/2)

❁ علامہ محمد یوسف بنوری دیوبندی صاحب (۱۳۹۷ھ) لکھتے ہیں:

بِالْجُمْلَةِ فَالْقَوْلُ بِكَرَاهَةِ التَّرْجِيعِ خِلَافُ الصَّوَابِ .

''حاصل کلام یہ ہے کہ ترجیع والی اذان کو مکروہ کہنا درست نہیں۔''

(مَعارف السّنن : 178/2)

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''ترجیع چونکہ یقینی طور پر ثابت ہے، اس لیے اس کو مکروہ کہنا کسی طرح قرین انصاف نہیں۔'' (قاموس الفقہ، جلد ۲، ص ۴۵۴)

صاحب ہدایہ ترجیع کا انکار اس بنیاد پر کرتے ہیں کہ اکہری اذان آسمان سے فرشتہ لے کر نازل ہوا تھا، ہم جواب میں کہتے ہیں کہ دوہری اذان بھی نبی کریم ﷺ کی سکھائی ہوئی ہے، جو آپ کی وفات کے بعد سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ دوسری بات یہ کہ فرشتہ کی سکھائی ہوئی اذان کے کلمات عربی میں تھے یا فارسی وغیرہ میں؟ وہ تو یقیناً عربی میں تھے، تو پھر فِي الْأَذَانِ يُعْتَبَرُ التَّعَارُفُ . ''اذان میں صرف تعارف کا اعتبار ہے۔ (بھلے وہ کسی زبان میں ہو)'' (الهداية : ۱۵۰/۱) کا کیا معنی ہوا؟ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تو کہتے ہیں کہ فارسی میں اذان کہنا درست ہے، تو وہ فرشتہ کی سکھائی ہوئی عربی اذان کو ختم کرنے کی کیوں کوشش کر رہے ہیں؟

❁ صاحب ہدایہ کے رد میں علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

فِي اعْتِبَارِ التَّعَارُفِ فِي الْأَذَانِ نَظَرٌ؛ فَإِنَّ الْأَصْحَابَ قَدْ أَنْكَرُوا التَّرْجِيعَ فِي الْأَذَانِ مُرَاعَاةً لِّاتِّبَاعِ الْمَنْقُولِ وَأَنْكَرُوا عَلَى الشِّيعَةِ قَوْلَهُمْ حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ وَإِنْ كَانَتْ بِمَعْنٰى حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ

فَكَيْفَ إِذَا عُدِلَ إِلٰى لُغَةٍ أُخْرٰى غَيْرَ الَّتِي وَرَدَ بِهَا النَّقْلُ .

''اذان میں تعارف کومعتبر قرار دینا محل نظر ہے، اصحاب حنفیہ نے (بزعم خود) تو دوہری اذان صرف اس لئے قبول نہیں کی کہ یہ معمول بہ اذان کے خلاف تھی، پھر شیعہ سے شکوہ ہے کہ انہوں نے حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ کے الفاظ گھڑ لئے ہیں حالاں کہ وہ الفاظ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ کے ہم معنی ہی ہیں، تو ایک دوسری زبان میں اذان کیوں کر جائز ہوئی ؟''

(التّنبيه على مُشكِلات الهداية : 531/2)

❁ علامہ ابن عابدین حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِنَّهٗ لَا يَصِحُّ بِالفَارِسِيَّةِ وَإِنْ عُلِمَ أَنَّهٗ أَذَانٌ فِي الْأَصَحِّ .

''درست بات یہ ہے کہ فارسی میں اذان کہنا درست نہیں، اگر چہ معلوم ہو جائے کہ یہ الفاظ بطور اذان کہے جا رہے ہیں۔''

(فتاوٰى شامي :292/1)

❁ جناب عبد الشکور لکھنوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''اذان اور اقامت عربی زبان میں خاص انہیں الفاظ سے ہو جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں، اگر کسی اور زبان میں یا کسی اور الفاظ سے اذان یا اقامت کہی جائے تو صحیح ہوگی، اگر چہ لوگ اس کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصود اس سے حاصل ہو جائے۔'' (علم الفقہ :۱۵۴/۲)

علامہ ابن عابدین حنفی اور جناب عبد الشکور لکھنوی صاحب نے بالکل درست اور حق بات کہی ہے، اگر چہ ان کے امام کے مذہب کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وحدیث

کی پیروی علیٰ منہج السلف الصالحین کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال: اکہری اقامت کے بارے میں کیا کہتے ہیں

جواب: اکہری اذان کے ساتھ اکہری اقامت اور دوہری اذان کے ساتھ دوہری اقامت کہی جائے گی۔اس بارے میں وارد ہونے والی تمام روایات کا یہی مفہوم ہے۔ جہاں تک اکہری اقامت کا تعلق ہے،تو یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّمَا كَانَ الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً، غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ : قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اذان دو دو مرتبہ (أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کہنے کے ساتھ) ہوتی تھی اور اقامت ایک ایک مرتبہ (اکہری) تھی۔ہاں،صرف قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے کلمات دو مرتبہ کہے جاتے تھے۔''

(مسند أحمد : 85/2، سنن أبي داوٗد : 510، سنن النسائي : 629، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (374)، امام ابن حبان (1674، 1677) اور امام حاکم (709) رحمہم اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ، وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ .

''(رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے کلمات دو دو دفعہ اور اقامت کے کلمات ایک ایک دفعہ کہنے کا حکم ہوا۔''

(صحيح البخاري: 603، صحيح مسلم: 378)

یاد رہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے دوہری تکبیر قطعاً ثابت نہیں۔

❀ امام ابوعبداللہ، محمد بن نصر، مروزی رحمہ اللہ (294ھ) فرماتے ہیں:

أَرٰى فُقَهَاءَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ، قَدْ أَجْمَعُوا عَلٰى إِفْرَادِ الْإِقَامَةِ.

''میرے علم کے مطابق تمام فقہاء محدثین کا اکہری اقامت پر اجماع ہے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي: 420/1، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اِجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ نَفْسًا حَتّٰى يَقْضِيَ الْمُتَوَضِّيءُ حَاجَتَهٗ فِي مَهْلٍ وَيَفْرُغَ الْآكِلُ مِنْ طَعَامِهٖ فِي مَهْلٍ.

''اذان اور اقامت میں اتنا فاصلہ رکھیں کہ وضو کرنے والا تسلی سے اپنی ضرورت پوری کر لے اور کھانا کھانے والا تسلی سے فارغ ہو جائے۔''

(النفح الشّذي لابن سيّد النّاس: 50/4)

(جواب): سند سخت ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن ابی الفضل کا تعین و توثیق مطلوب ہے۔

② معارک بن عباد ''ضعیف'' ہے۔

③ یوسف بن حجاج بلدی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

④ ابوالجوزاء کا سلمان رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ملا۔

⑤ محمد بن یعقوب اہوازی کی توثیق نہیں۔

❁ اسی معنی کی روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(النفح الشّذي لابن سيّد النّاس : 50/4)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عبداللہ بن سعید بن ابی سعید ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّفَقٌ عَلٰی ضَعْفِهٖ .

''اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔''

(تاريخ الإسلام : 905/3)

② معارک بن عباد عبدی ''ضعیف'' ہے۔

❁ اس حدیث کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''منکر وغیر محفوظ'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 210/8)

❁ اسی طرح کی روایت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(الكامل لابن عدي : 13/9)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عبدالمنعم بن نعیم بصری ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② یحییٰ بن مسلم بصری ''مجہول'' ہے۔

③ معلٰی بن مہدی ''منکر'' روایات بیان کر دیتا تھا۔

سوال: کیا مخنث اذان کہہ سکتا ہے؟

جواب: کہہ سکتا ہے۔

سوال: کیا اذان والی جگہ سے ہٹ کر بھی اقامت کہی جاسکتی ہے؟

جواب: جس جگہ اذان کہی ہے، اسی جگہ اقامت کہنا ضروری نہیں، بلکہ جگہ بدلی بھی جاسکتی ہے۔

❀ علامہ سروجی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) لکھتے ہیں:

يُسْتَحَبُّ التَّحَوُّلُ لِلْإِقَامَةِ مِنْ مَوْضِعِ الْأَذَانِ اتِّفَاقًا .

''اقامت کے لیے اذان والی جگہ سے ہٹنا بالاتفاق مستحب ہے۔''

(الغاية في شرح الهداية : 236/2)

سوال: کیا ایک مؤذن دو مسجدوں میں اذان کہہ سکتا ہے؟

جواب: کہہ سکتا ہے۔

سوال: مؤذن اذان دیتے ہوئے فوت ہو گیا، تو اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی دوسرا شخص نئے سرے سے اذان کہہ دے۔

سوال: دوران اذان مؤذن کا وضو ٹوٹ گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، کیونکہ اذان کے لیے وضو شرط نہیں۔

سوال: سفر میں سواری پر سوار ہوئے اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: اذان کے دوران کھنکارنا کیسا ہے؟

جواب: ضرورت ہو، تو جائز ہے۔

سوال: اگر اذان میں کوئی کلمہ آگے پیچھے ہوگیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: غلطی سے ایسا ہوا، تو اذان درست ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں، مگر جان بوجھ کر ایسا کرنا جائز نہیں۔

❀ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (٦٢٠ ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ الْأَذَانُ إِلَّا مُرَتَّبًا؛ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْهُ يَخْتَلُّ بِعَدَمِ التَّرْتِيبِ، وَهُوَ الْإِعْلَامُ، فَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُرَتَّبًا، لَمْ يُعْلَمْ أَنَّهُ أَذَانٌ، وَلِأَنَّهُ شُرِعَ فِي الْأَصْلِ مُرَتَّبًا، وَعَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا مَحْذُورَةَ مُرَتَّبًا .

''بلا ترتیب اذان درست نہیں، کیونکہ ترتیب کے بغیر اذان کہنے سے مقصود حاصل نہیں ہوتا، اذان کا مقصد (مرتب الفاظ سے) اطلاع دینا ہے، جب الفاظ مرتب نہیں ہوں گے، تو پتہ نہیں چلے گا کہ اذان ہو رہی ہے، نیز اس لیے بھی کہ اذان ابتدا ہی سے مرتب مشروع ہوئی ہے، نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو مرتب اذان کی تعلیم دی تھی۔''

(المغني :438/1)

سوال: اذان کے بعد مؤذن مرتد ہوگیا، تو اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب: اذان درست ہے، کیونکہ جب اس نے اذان کہی تھی، وہ مسلمان تھا۔

سوال: کیا مؤذن کا جماعت میں حاضر ہونا ضروری ہے؟

جواب: مؤذن کا جماعت میں حاضر ہونا ضروری ہے، البتہ اگر کسی شرعی عذر کی بنا پر وہ جماعت میں شامل نہ ہو سکے، تو کوئی حرج نہیں۔